Regd No L 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ ۔ عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

تار کا پتہ:۔ الفضل لاہور ۔ ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ

الفضل

لاہور

یوم:۔ شنبہ

۸ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

فی پرچہ ۱/۰

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ”
سہ ماہی ۷ ”
ماہوار ۲½ ”

جلد ۶/۴۰ | ۳۰ ظہور ۱۳۳۱ ہش ۔ ۳۰ اگست ۱۹۵۲ء | نمبر ۲۰۵

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۶ اگست (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت صبح تک تو نسبتاً اچھی رہی۔ لیکن عصر کے وقت سے سردرد اور نزلہ کی شکایت ہوگئی۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

لاہور ۲۹ اگست۔ مکرم نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کو کل سے بلڈ پریشر کچھ زیادہ ہونے کی وجہ سے گردن میں درد کی شکایت ہے۔ ٹمپریچر ۹۹ ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

کراچی میں اقتصادی تحقیقاتی کمیٹی کے پہلے اجلاس کا افتتاح

دنیا میں عام کساد بازاری کے باوجود بحیثیت مجموعی ملک کی اقتصادی حالت مستحکم ہے۔ بعض مشکلات پر قابو پانے کی ضرورت

کراچی ۲۹ اگست۔ وزیر اعظم الحاج خواجہ ناظم الدین نے آج شام کراچی میں اقتصادی تحقیقاتی کمیٹی کے پہلے اجلاس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ اگرچہ بحیثیت مجموعی ملک کی اقتصادی حالت مستحکم ہے۔ لیکن دنیا میں تمام کساد بازاری کو مدنظر رکھتے ہوئے تعمیر و ترقی اور بعض دوسرے اہم منصوبوں پر عملدرآمد میں بعض مناسب حال تبدیلیاں کرنی ضروری ہیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے مزید فرمایا۔ عام کساد بازاری کی وجہ سے جو مشکلات پیدا ہوئی ہیں۔ ان پر قابو پانے کے لئے حکومت نے اعلیٰ اقتصادی ماہروں اور تاجروں وغیرہ کو جمع کیا ہے۔ تاکہ وہ حالات کا جائزہ لے کر اس بارے میں مناسب مشورہ دیں۔ دوران تقریر میں آپ نے اہل پاکستان کی تعریف کی۔ کہ انہوں نے مشکل اوقات میں ہمیشہ حکومت کا ساتھ دیا ہے۔ اور تعاون کی اچھی مثال قائم کی ہے۔ نیز اعتماد ظاہر کیا۔ کہ اب بھی عوام حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے۔ آپ نے کمیٹی سے بھی درخواست کی۔ کہ وہ جلد سے جلد ایسی تدابیر معلوم کرے۔ کہ جن سے پیش آمدہ مشکلات پر قابو پایا جا سکے۔ نیز یقین دلایا کہ کمیٹی جو سفارشات کرے گی۔ حکومت بلا تاخیر انہیں عملی جامہ پہنائے گی۔ آج کے اجلاس میں جو وزیر تجارت مسٹر فضل الرحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مختلف محکموں کے سیکرٹری اور جائنٹ سیکرٹری بھی شریک ہوئے۔ اجلاس دو گھنٹے تک جاری رہا۔ کمیٹی کا مزید اجلاس کل تیسرے پہر پھر ہوگا۔

چودھری محمد ظفر اللہ خاں سے ڈاکٹر گراہم کی علیحدہ ملاقات

جینوا کانفرنس اور اس کے مذاکرات پر لنڈن ٹائمز کا تبصرہ

جینوا ۲۹ اگست۔ آج سلامتی کونسل کے نمائندہ کشمیر ڈاکٹر فرینک گراہم نے پاکستان کے وزیر خارجہ چودھری محمد ظفر اللہ خاں سے ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک علیحدہ ملاقات کی۔ بعد میں وہ ہندوستانی نمائندے مسٹر گوپالا سوامی آئنگر سے علیحدہ ملنے والے تھے۔ آج کل لڑائی بند کرنے کی سرحد کے دونوں طرف فوجوں کی تعداد اور نوعیت کے بارے میں بات چیت ہو رہی ہے۔ اس مسئلہ پر اختلاف ہی مسئلہ کے خاطر خواہ حل میں روک بنا ہوا ہے۔ لنڈن ٹائمز نے جینوا کانفرنس اور اس کے مذاکرات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ہندوستان چاہتا ہے۔ کہ فوجوں کے انخلاء کے بعد بھی مقبوضہ علاقے میں اس کے ۲۸ ہزار مسلح سپاہی موجود رہیں۔ اور برخلاف اس کے آزاد کشمیر کو صرف ۴ دو ہزار سپاہی رکھنے کی اجازت دی جائے۔ ٹائمز نے مزید لکھا ہے۔ کہ اس بارے میں پاکستان یہ معقول دلیل پیش کرتا ہے۔ کہ فوجوں کی تعداد میں اتنا زبردست تفاوت رائے شماری کو محض ڈھونگ بنا کر

ہوائی حادثہ کی تحقیقاتی عدالت نے اپنا کام شروع کر دیا

لاہور ۲۹ اگست۔ کھیوڑہ کے ہوائی حادثہ کا سبب معلوم کرنے کے لئے جو تحقیقاتی عدالت قائم کی گئی تھی۔ اس نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ عدالت کے ممبر اس مقام کا معائنہ کر چکے ہیں۔ جہاں حادثہ پیش آیا تھا۔ عدالت اسی بارے میں شہادتیں قلمبند کرنے کے علاوہ دوسرے متعلقہ امور کی تحقیقات بھی کریگی۔

بعض اخباروں نے اس حادثہ کی وجوہات کے سلسلے میں بعض سنسنی پھیلانے والی خبریں شائع کی ہیں۔ وزارت دفاع نے ایک اعلان کے ذریعہ واضح کیا ہے۔ کہ اصل وجہ معلوم کرنے کے لئے تحقیقاتی عدالت قائم کر دی گئی ہے۔ اس حالت میں کہ عدالت تحقیقات کر رہی ہے۔ ہر قسم کی قیاس آرائی سے پرہیز لازمی ہے۔

پاک اور ہر عیب سے منزّہ مذہب صرف اسلام ہے

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

”اے دوستو! یقیناً یاد رکھو۔ کہ دنیا میں سچا مذہب جو ہر ایک غلطی سے پاک اور ہر ایک عیب سے منزہ ہے۔ صرف اسلام ہے یہی مذہب ہے جو انسان کو خدا تک پہنچاتا اور خدا کی عظمت دلوں میں بٹھاتا ہے۔ ایسے مذہب ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔ جن میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ اپنے جیسے انسان کو خدا کر کے مان لو۔ یا جن میں یہ تعلیمیں ہیں۔ کہ وہ ذات جو مبداء ہر ایک فیض ہے۔ وہ تمام جہان کا خالق نہیں ہے بلکہ تمام ارواح خود بخود قدیم سے چلے آتے ہیں۔ گویا خدا کی بادشاہت کی تمام بنیاد ایسی چیزوں پر ہے۔ جو اس کی قدرت سے پیدا نہیں ہوئیں۔ بلکہ قدامت میں اس کے شریک اور اس کے برابر ہیں جس کو علم اور معرفت عطا کی گئی ہے۔ اس کا فرض ہے جو ان تمام اہل مذاہب کو قابل رحم تصور کر کے سچائی کے دلائل ان کے سامنے رکھے۔ اور ضلالت کے گڑھے سے ان کو نکالے اور خدا سے بھی دعا کرے۔ کہ یہ لوگ ان مہلک بیماریوں سے شفا پائیں۔“ (تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۵۴)

حکومت سندھ نے گیہوں کے ناجائز ذخیرے ضبط کرنے کا فیصلہ کر لیا

حیدر آباد ۲۹ اگست۔ حکومت سندھ نے اگلے مہینے گیہوں کے ناجائز ذخیروں کا پتہ لگا کر انہیں ضبط کر لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ سرکاری طور پر اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ ابھی تک قریباً دو سو زمینداروں نے اپنے ذخیروں سے مطلع نہیں کیا ہے۔ ان میں سے ۹۶ زمیندار تھرپارکر ضلع کے ہیں۔ بعض زمینداروں کے کہنے پر حکومت نے اطلاع دینے کی آخری تاریخ میں اس مہینے کی ۳۱ تاریخ تک توسیع کر دی تھی جن زمینداروں نے حکومت سے توسیع کی درخواست کی تھی۔ انہوں نے یقین دلایا تھا۔ کہ وہ حکومت کی مقررہ مقدار سے بھی ایک چوتھائی گیہوں زیادہ فراہم کریں گے۔

پاکستان اور افغانستان کے تعلقات عنقریب بہتر ہو جائیں گے۔ (کرنل شاہ)

پشاور ۲۹ اگست۔ افغانستان کے لئے پاکستان کے نامزد سفیر کرنل اے۔ ایس۔ بی شاہ نے امید ظاہر کی ہے۔ کہ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات پہلے سے بہت بہتر ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ کابل میں سفیر مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کی حکومت اور عوام اس بیگانگی کو دور کرنے کی کتنی شدید تمنا رکھتے ہیں۔ جو بدقسمتی سے دو اسلامی ملکوں کے درمیان پیدا ہو چکی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ میں افغانستان کو اپنا دوسرا وطن سمجھتا ہوں۔ میں کسی غیر ملک میں نہیں جا رہا۔ میں وہاں پہلے بھی رہ چکا ہوں۔ وہاں کے لوگوں نے میرے ساتھ ہمیشہ ہی محبت آمیز سلوک کیا ہے۔ کرنل اے۔ ایس۔ بی۔ شاہ عید الاضحیٰ کے بعد پشاور سے کابل روانہ ہوں گے۔

پاکستان اور مغربی جرمنی کے درمیان دوستی بڑھانے کی تجاویز

کراچی ۲۹ اگست۔ پاکستان میں مغربی جرمنی کے سفیر نے کہا ہے۔ کہ میں عنقریب اپنی حکومت کے سامنے یہ تجویز رکھوں گا۔ کہ پاکستان اور مغربی جرمنی کے درمیان ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کا تبادلہ عمل میں لایا جائے۔ اور اسی طرح انہیں ایک دوسرے کے ملک میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ یہ تجویز اس نقطۂ نظر سے بے حد مفید ہے۔ کہ دونوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات اور زیادہ مستحکم ہو جائیں گے۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس لاہور میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

احراری غریب احمدیوں کو ڈرا دھمکا کر احمدیت سے برگشتہ کرنے کی مذموم کوششیں کر رہے ہیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک دوست کا مکتوب

احرار ان دنوں ہماری جماعت کے خلاف جو فتنہ پردازی کر رہے ہیں۔ اور جس رنگ میں وہ قدم قدم پر جھوٹ اور فریب سے کام لیتے ہیں۔ اس کی ایک نمایاں مثال وہ اعلانات ہیں جو مختلف مقامات کے احمدی احباب کے متعلق احراری اخبارات میں شائع کئے جاتے ہیں۔ اور جن میں بڑے زور کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ فلاں فلاں شخص نے احمدیت کو ترک کر دیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں۔ جن کو ڈرا دھمکا کر ارتداد کا اعلان کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ لیکن اکثر اعلانات محض جھوٹ اور فریب پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور ان پر کچھ بھی سچائی نہیں ہوتی۔ چنانچہ کئی دوستوں کی طرف سے "الفضل" میں وقتاً فوقتاً تردیدیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ کہ ہم نے ہرگز ارتداد کا اعلان نہیں کیا۔ ہمارے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے محض جھوٹ ہے پس ایک طبقہ تو وہ ہے جس کے متعلق جھوٹے اعلان کئے جاتے ہیں۔ اور دوسرا طبقہ وہ ہے۔ جسے ڈرا دھمکا کر احمدیت سے بے تعلقی کا اعلان کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے چنانچہ حال ہی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک مکتوب موصول ہوا ہے۔ جو اس حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ اور جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اس خط سے ظاہر ہے کہ احرار نے ایک احمدی دوست کو ڈرا دھمکا کر اسے اس بات پر مجبور کر دیا۔ کہ وہ احمدیت سے اپنی بے تعلقی کا تحریری اعلان کرے۔ لیکن بعد میں وہ اپنی غلطی پر پشیمان ہوا۔ اور اسے محسوس ہوا کہ اس نے جو کچھ کیا تھا بُرا کیا۔ ہم اس خط کو شائع کرتے ہوئے صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر احرار کی طرف سے لوگوں کو ڈرا دھمکا کر ارتداد کا اعلان کرنے پر مجبور کیا جاتا رہا۔ تو اس میں ہمارے سلسلہ کا تو کوئی نقصان نہیں۔ لیکن اس سے احرار کے ان علماء پر ضرور حرف آتا ہے۔ جو اسلام کے اجارہ دار بنے ہوئے ہیں۔ غالباً وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر وہ ڈرا دھمکا کر لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر لیں گے۔ تو انہیں ثواب حاصل ہوگا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لیں گے۔ حالانکہ اس طریق سے سوائے اس کے کہ وہ لوگوں کو منافق بنائیں اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بہر حال حضور کی خدمت میں جو خط موصول ہوا وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مؤدبانہ گزارش ہے کہ کمترین منڈی بوریوالہ ضلع ملتان میں رہتا اور کام کرتا تھا۔ شور و شر تو بہت دیر سے تھا۔ مگر عرصہ ایک ماہ سے جماعت احمدیہ کا مکمل بائیکاٹ کر دیا تھا جس کے متعلق میرے والد صاحب حضور کی خدمت میں دعا کے واسطے بھی لکھتے رہتے ہیں۔ میں ایک غیر احمدی کی دوکان پر بیٹھ کر سلائی مشین کی مرمت کا کام کرتا تھا۔ احرار کے تنگ کرنے پر اس نے بھی جواب دے دیا۔ لاچار اپنے گھر بیٹھنا پڑا۔ گھر بیٹھنے کے باوجود بھی ہر وقت خطرہ لاحق رہتا تھا۔ رات کو ساری ساری رات جاگتا رہتا۔ میرے نزدیک کسی بھی احمدی کا مکان نہیں تھا۔ بلکہ مکان کے ایک کمرہ میں میں رہتا تھا۔ اور باقی سات کمروں میں غیر احمدی رہتے تھے۔ ایک دن احراریوں کے نرغے میں پھنس گیا۔ جس میں انہوں نے مجھ سے حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں ذلیل تحریر لکھوائی حضور میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر عرض کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق مجھے نہ کوئی پہلے شبہ تھا نہ اب ہے میں پیدائشی احمدی ہوں۔ مجھ سے یہ دینی کمزوری ہو گئی ہے۔ حضور نام اللہ اس بہت بڑی غلطی کی معافی عطا فرما کر میری بیعت لے لیں۔ اور دعا فرمائیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ اس گناہ عظیم کی معافی دے۔ تاکہ میں سلسلہ احمدیہ میں شامل رہوں۔

طالب دعا عبد العزیز منڈی بوریوالہ

ثواب کا موقع

مہمان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں داروغہ یعنی مہمان نوازی آسامی کے لئے ایک آنریری کارکن کی ضرورت ہے۔ پس اگر کوئی پنشنر دوست مسیح پاک کے معزز مہمانوں کی خدمت کا ثواب حاصل کرنا چاہیں تو خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ (افسر لنگر خانہ ربوہ)

درخواست دعا:۔ کوکب ایوانی صاحب نوال کوٹ لاہور بعارضہ بخار سخت بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

مغربی پاکستان کے مختلف مقامات میں فرقہ وارانہ دیوانگی

عوامی لیگ کے جلسہ میں احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ

بنگال کے ایک اخبار کا مقالہ

مغربی پاکستان میں احرار نے احمدیہ جماعت کے خلاف جو فتنہ اٹھا رکھا ہے۔ اس کے متعلق مشرقی پاکستان کے اخبار جو رائے ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ ان مضامین کی جزئیات کس حد تک صحیح ہیں۔ یہ معاملہ در حقیقت خواجہ ناظم الدین صاحب اور ان کے اہل وطن کا ہے۔ لیکن ہم اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ اس فتنہ نے کس طرح سارے ملک میں فساد اور اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ اور کس طرح ہر خیال کے لوگ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بعض ان میں سے سچے بھی ہوں گے۔ اور بعض مبالغہ کرنے والے بھی ہو گئے مگر بہر حال نتیجہ ظاہر ہے۔ (ادارہ)

بنگال کا ہفت روزہ اخبار "شینی بنگ" اپنی اشاعت مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۵۲ء میں لکھتا ہے۔

ان دنوں مغربی پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک کا بہت چرچا ہے۔ افواہ ہے کہ مرکزی مجلس وزراء کے بعض ایسے ارکان نے جو اپنا اقتدار بڑھانا چاہتے ہیں۔ غالباً اس تحریک کی بنیاد رکھی ہے چوہدری ظفر اللہ خان جو مرکزی مجلس وزراء کے ممبر ہیں۔ آئندہ ان کے وزیر اعظم ہو جانے کا امکان ہے۔ اسی ڈر سے ان کو مجلس وزراء سے خارج کرانے کے لئے غالباً احمدیت کے خلاف تحریک پیدا کی گئی ہے۔ یہ امر اسی بات سے ظاہر ہے کہ ہر جگہ احمدیت کی مخالفت کے ساتھ ساتھ چوہدری ظفر اللہ خان کی برطرفی کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے ان دنوں مختلف مقامات پر اس بات پر فسادات بھی ہوئے ہیں۔ اور ملتان میں اسی شورش کی وجہ سے پولیس لوگوں پر گولیاں چلانے پر بھی مجبور ہوئی۔ ۲۱ جولائی کو شہر بغداد الجدید (ریاست بہاولپور) میں سہروردی صاحب کی صدارت میں عوامی لیگ نے ایک جلسہ کیا۔ اور اس میں احمدیوں کو اقلیت قرار دیتے ہوئے ظفر اللہ خان کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اس قدر شور و غوغا کے ساتھ احمدیوں کی مخالفت کی اس وقت کیا ضرورت تھی؟ خیال کیا جاتا ہے کہ چند خود غرض لوگ اپنی مطلب براری کے لئے یہ تحریک چلا کر عوام کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پاکستان ابھی اندرونی اور بیرونی مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ مسئلہ کشمیر ابھی حل ہونے میں نہیں آتا۔ افغانستان والے روز بروز دشمنی میں بڑھ رہے ہیں۔ ان حالات میں خواہ مخواہ آپس میں الجھنے سے کیا حاصل ہوگا؟

حصول پاکستان کی جنگ شیعہ۔ سنی۔ احمدی سبھی نے مل کر لڑی تھی۔ خود قائد اعظم شیعہ تھے۔ مگر ان کی قیادت پر کوئی اعتراض نہ اٹھا۔ ظفر اللہ خان احمدی ہیں۔ لیکن قائد اعظم کے وقت سے لے کر چار سال تک ان پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا گیا۔ ایک صحیح العقل آدمی کے لئے اس بات کا سمجھنا ناممکن ہے کہ جوگندر ناتھ جو غیر مسلم تھے ان کی وزارت پر غیر مسلم ہونے کی وجہ سے اعتراض نہیں اٹھایا گیا۔ تو سر ظفر اللہ خان کو غیر مسلم قرار دے کر وزارت سے برطرف کرنے کی تحریک کیوں کی جا رہی ہے؟

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ موجودہ وزراء میں ظفر اللہ خاں بہترین قابلیت کے مالک ہیں۔ بعض دیگر وزراء کی نسبت بہت سی باتیں سنی جاتی ہیں لیکن ظفر اللہ خاں کے خلاف آج تک کوئی شکایت سننے میں نہیں آئی۔ اہم عہدوں پر نا قابل لوگوں کے ہجوم سے پاکستان کے تباہی کی طرف جانے کا خطرہ ہے ان دنوں حالات ظفر اللہ جیسے قابل ترین شخص کو وزارت سے برطرف کرنے کا مطالبہ قوم کے لئے مہلک ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی اہم ترین بھلائی کی خاطر اس قسم کی دیوانگی اور آپس کی تو تو میں میں کو بند کر دینا چاہئے۔

دعاء نعم البدل

میری لڑکی امۃ اللطیف بعمر ۳ روز شدید بیمار رہ کر مورخہ ۲۶ اگست ۵۲ء کو آٹھ بجے شب اپنے حقیقی مولا سے جا ملی اور ہمیں داغ مفارقت دے گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب کرام دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو نعم البدل اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ پاکستان میں میرا یہ تیسرا بچہ فوت ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ مجھ پر اپنا رحم فرمائے ثم آمین۔ حافظ مبین الحق شمس ڈاؤنسمین ۲۰/۲ مارٹن روڈ کراچی

روزنامہ —— الفضل —— لاہور
مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۵۲ء

گندم

مغربی پاکستان کے لوگوں کی خوراک زیادہ تر گندم پر مشتمل ہے۔ دوسرے اناج مکی۔ باجرہ۔ اور چاول بھی کھائے جاتے ہیں۔ مگر گندم زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں گندم کی کمی سخت محسوس کی جاتی ہے۔ اگر گندم گراں ہو تو یقیناً یہاں قحط کی سی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ پچھلے دنوں حکومت نے جب گندم کی بجائے چاول کھانے کی رغبت دلائی تھی۔ تو اکثر اخبارات نے اس کا مضحکہ اڑایا تھا۔ یہ مضحکہ اگرچہ چاولوں کے گندم سے گراں تر ہونے کی وجہ سے اڑایا گیا تھا۔ مگر پنجابیوں کی حقیقی تکلیف یہی تھی کہ وہ چاول کھانے کے عادی نہیں ہیں۔ اور نہ ان سے ان کی تسلی ہوتی ہے۔

ملک میں گندم گراں سے گراں تر ہوتی جا رہی ہے۔ اکثر جگہوں سے خبریں آ رہی ہیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے گندم ۱۰ روپے فی من سے ۱۶ روپے فی من تک چڑھ گئی ہے۔ یہ صورت حال بڑی تشویشناک ہے۔ غربا تو غربا درمیانہ طبقہ کے لوگوں کے لئے بھی گندم کی یہ گرانی سخت مصیبت ہو رہی ہے۔ کئی جگہوں سے تو یہ بھی خبریں آ رہی ہیں۔ کہ لوگ پیسے لئے لئے پھرتے ہیں۔ مگر اناج نہیں ملتا۔ گویا وہاں واقعی قحط نمودار ہو گیا ہے۔

آج کی ایک خبر سے جو "آفاق" نے اپنے سٹاف رپورٹر کے حوالہ سے شائع کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان اور سوویٹ روس کے درمیان تجارتی معاہدے کی اطلاع کا گندم اور کپاس کی مارکیٹ پر خوشگوار اثر پڑا ہے۔ اور مختلف منڈیوں میں کسی نہ کسی حد تک گندم کی قیمت کم ہو گئی ہے کیونکہ پاکستان اور روس کے مجوزہ معاہدہ کے مطابق روس پاکستان کو کپاس اور پٹ سن کے عوض گندم دے گا۔ اس طرح پاکستان کے ہاتھ وافر گندم آ جائے گی۔ اور نہ صرف گندم کی قلت کی وجہ سے عوام کو جو دقتیں ہیں رفع ہو جائیں گی۔ بلکہ ذخیرہ اندوزی کے رجحانات بھی ختم ہو جائیں گے۔ اور چند دنوں میں نرخ اپنی اصلی سطح پر آ جائیں گے۔

جب تک صورت حال پوری پوری طرح درست نہیں ہوتی۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان مقامات پر جہاں قیمتیں معمول سے بہت اوپر چڑھ گئی ہیں۔ جیسا کہ گجرات وغیرہ میں فوراً اپنے ذخیروں سے گندم پہونچائے تاکہ ان مقامات کی فوری ضرورت پوری ہو جائے۔

خدمتِ خلق

پاکستان نہ صرف ایک نوزائیدہ ملک ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض نہایت ضروری باتوں میں وہ مغربی ممالک تو خیر بعض ایشیائی ممالک مثلاً چین اور جاپان بلکہ دوسرے اسلامی ممالک مثلاً ٹرکی شام۔ مصر وغیرہ سے بھی بہت پیچھے ہے۔ ہمارے عوام نوے فیصدی سے بھی کہیں زیادہ غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ان کی سماجی حالت اور معیار زندگی نسبتاً بہت ہی پست ہے۔ کسی ملک کی خوشحالی کا صحیح معیار اس ملک کے عوام کی خوشحالی سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ معدودے چند لوگوں کی خوشحالی خواہ کتنی ہی معیاری کیوں نہ ہو۔ بجائے ملک کی خوشحالی کا غماز ہونے کے الٹا اس کی ابتری کی دلیل ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے ملک میں بھی ایک محدود طبقہ ایسا ہے جو وہ گویا اس مکان کی دوسری منزل میں رہتے ہیں مگر خاک نشینوں کی بہتات یہاں اس قدر ہے۔ کہ اونچا طبقہ بجائے خوش منظر معلوم ہونے کے داغ سا نظر آتا ہے۔ یہ درست ہے کہ باغ میں پھولوں کے پودے کم اور گھاس زیادہ ہوتی ہے۔ مگر جب تک اردگرد کی گھاس تر و تازہ اور خوشنما نہ ہو گلاب کا پودا بھی اپنی پوری بہار میں ایک طنز کے سوا کچھ نہیں۔

یہ تو خیر نمائشی باتیں ہیں اصل چیز جس سے کسی ملک کا وقار قائم ہوتا ہے۔ وہ عوام کا بلند کیریکٹر ہوتا ہے۔ اور بلند کیریکٹر اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک ملک میں عام سماجی حالت بلند نہ ہو۔ اور کسی ملک کے عوام کی سماجی حالت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی۔ جب تک ان کے خوش نصیب ہم وطن جن کو اللہ تعالےٰ نے فرصت اور خوشحالی دی ہے اپنے بھائیوں کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے اپنے وقت عزیز اور مال کی قربانی نہ کریں۔

آپ مغربی ممالک میں دیکھیں گے کہ ہزاروں سوسائیٹیاں کسی نہ کسی پہلو سے خدمت خلق کا کام کر رہی ہوتی ہیں۔ افسوس یہ ہے۔ کہ نہ صرف پاکستان بلکہ تمام اسلامی ممالک میں خدمت خلق کا جذبہ بہت ہی کمزور ہے حالانکہ اسلام کی تعلیم میں عبادت اور خدمت خلق کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اسلام نام ہے حقوق اللہ و حقوق العباد کے ادا کرنے کا۔ جو شخص حقوق العباد پر کما حقہ نگاہ نہیں رکھتا۔ وہ حقوق اللہ بھی ادا نہیں کر سکتا ؎

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

یہ خوشی کی بات ہے کہ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ بہت جلد سماجی کارکنوں کی ایک کنونشن بلانے والے ہیں۔ اور آپ نے اپیل کی ہے کہ بنی نوع انسان کی خدمت کے متمنی اور حسن نیت رکھنے والے اصحاب سماجی کام کرنیوالوں کے اس اجلاس سے تعاون کریں۔

ہمارے ملک میں جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ خدمت خلق کا جذبہ بہت کمزور ہے۔ اور اسکو ابھارنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ذمہ وار لوگ اس کا آغاز کریں۔ مگر اس طریق میں شائد یہ برائی ہے۔ کہ حقیقی کام کرنیوالوں کی بجائے محض نام و نمود کے بھوکے آگے نہ آ جائیں۔ اور جن اغراض کے لئے یہ کام شروع کیا گیا ہے وہ اغراض ہی عہدہ بازی کے غبار میں اوجھل نہ ہو جائیں۔ اس سے بچنے کے لئے جو بات قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ ایسے کاموں کو کسی دوسری اغراض کا ذریعہ نہیں بننے دینا چاہیئے۔ ہمارا اشارہ دوسری اغراض سے سیاسی اغراض ہیں۔ یعنی اس کی غرض اپنی پارٹی کو مضبوط بنانا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اگر کام خدمت خلق کے صحیح جذبہ کے ساتھ شروع کیا جائے گا۔ اور صحیح جذبہ کے ساتھ جاری رکھا جائے گا۔ تب ہی ان مقاصد میں صحیح کامیابی ہوگی۔ جو ظاہر کئے گئے ہیں۔ مگر ان مقاصد کو کسی دوسرے مقاصد کی سیڑھی بنانا خدمت خلق نہیں خدمت نفس ہو تو ہو۔

مرزائی لوہا ثابت ہو رہے ہیں

مولوی ظفر علی خان آف "زمیندار" نے احمدیت کے حق میں دانستہ یا نادانستہ کئی ایک بیان دیئے ہیں۔ ہم اسکو تصرف الٰہی سمجھتے ہیں۔ کہ باوجود سخت مخالفت کے ایسا دشمن عنید جس نے جوش مخالفت میں فحش نویسی تک سے بھی گریز نہیں کیا۔ احمدیت کے حق میں شہادتِ حق ادا کرنے پر مجبور ہو جائے۔ ہم نے آپ کے ایسے کئی ایک حوالے الفضل میں گاہ بگاہ شائع کئے ہیں۔ اب ایک تازہ بتازہ نو بہ نو حوالہ پھر آپ نے مہیا فرمایا ہے۔ آپ کا ایک بیان روزنامہ "زمیندار" ۲۹ اگست ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں۔

"مرزائی لوہا ثابت ہو رہے ہیں۔ وہ پہلے سے زیادہ منظم اور ہوشیار ہو رہے ہیں۔ لوہے کو کاٹنے کے لئے مسلمانوں کو لوہا بننا پڑے گا"۔

مولانا نے پھر آیہ کریمہ

ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین

کی کتنی واضح مثال پیش کر دی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

باقی رہے آپ کے خلف الرشید میاں اختر علی خان تو انہوں نے بھی آج زمیندار کی اشاعت ۳۰ اگست ۱۹۵۲ء میں ایک ادارتی نوٹ بعنوان "لوہے کو لوہا کاٹتا ہے" میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ وہ مولوی ظفر علی خان قبلہ سے حرف بحرف متفق ہیں۔ مگر ان باپ بیٹوں کو اتنا سوچ لینا چاہیئے۔ کہ گرم لوہے کو ٹھنڈا لوہا کاٹتا ہے۔ خواہ ٹکڑا چھوٹا ہو۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ارشاد

"میں ان تمام دوستوں کو جنہوں نے تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے توجہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ اپنے چندہ کو مئی میں ادا نہیں کر سکے۔ تو اب اس کی ادائیگی کا فکر کریں۔ کیونکہ انسان کی نیکی اور تقوےٰ کا معیار یہ ہوتا ہے کہ جب اس سے کوئی غفلت یا سستی ہو جائے یا بعض مجبوریوں کی وجہ سے کسی نیک تحریک میں جلد حصہ نہ لے سکے تو وہ نیکی کو اور بڑھا کر کرتا ہے۔ تاکہ اس کی غلطی اور سستی کا کفارہ ہو جائے۔ دنیا میں کئی مجبوریاں بھی گناہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور بسا اوقات دل پر گناہوں کا زنگ لگ جانے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ ظاہر میں مجبوریاں پیدا کر دیتا ہے تا وہ ثواب کے اعلےٰ مقام کو حاصل نہ کر سکے"۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ)

ارباب اقتدار کا برطانیہ پر ایمان

" تسنیم " جماعت احمدیہ کے متعلق لکھتا ہے :-

" یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ یہ نئی امت انگریز کی تخلیق ہے " (۱۷ اگست ۱۹۵۲ء)

پھر اسی اشاعت میں مسئلہ کشمیر کی الجھن کے اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے کہتا ہے :-

" اس کا سبب ہمارے ارباب اقتدار کا برطانیہ پر وہ ایمان و ایقان ہے جو وہ سو سال تک پیہم سزیں سہنے کے بعد بھی متزلزل نہ ہو سکا "

آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ انگریز کی " امت " تو جماعت احمدیہ ہے مگر برطانیہ پر ایمان و ایقان آپ کے ارباب اقتدار رکھتے ہیں۔

پاکستانی اکثریت کا مزاج

اخبار " تسنیم " نے جماعت احمدیہ کو تہدید آمیز لہجہ میں مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے :-

" یہاں وہی چیز رواج پائے گی جو یہاں کے باشندوں کی اکثریت کے مزاج اور خواہشات کے مطابق ہو گی "

اب " اکثریت کے مزاج " کی بابت امیر جماعت اسلامی کی سنئے فرماتے ہیں :-

" ہماری قوم بے دینی میں اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ بے پناہ مصائب کے ہجوم میں بھی بہت کم لوگوں کو خدا یاد نہ رہا۔ حتیٰ کہ عین خطرے میں گھرے ہوئے لوگوں میں بھی نماز پڑھنے کا تناسب حد درجہ کم رہا۔ پھر موت سامنے دیکھ کر بھی لوگ بلیک مارکیٹ کرتے رہے۔ پھر ہمارے انصار نے رشوت ستانی اور تسکین شہوت وغیرہ کے جو کارنامے دکھائے وہ بھی آپ کے سامنے ہیں "

(کوثر یکم مارچ ۱۹۴۹ء)

" جماعت اسلامی " اسلامی حکومت کا قیام چاہتی ہے یہ معاملہ تو شہرت عامہ حاصل کرنے کے سبب کسی پراپیگنڈا کا محتاج نہیں رہا۔ مگر یہ " اسلامی حکومت " ہو گی کیا؟ اس خواب کی تعبیر بیان کرنے کا فخر پہلی دفعہ " تسنیم " کو حاصل ہوا ہے۔

دستوری مطالبہ کی مہم

مودودی صاحب فرماتے ہیں

" قوم کو اسلام کے نام سے تو محبت ہے لیکن اسلام سے ناواقفیت اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ وہ اسلام اور غیر اسلام میں فرق نہیں کر سکتی جمہوری نظام میں جب عوام ہی اس کی اصل طاقت ہوں اور ان کا یہ حال ہو تو عاقبت معلوم " (کوثر یکم اپریل ۱۹۴۹ء)

جماعت اسلامی کا یہ " کارنامہ " کبھی فراموش نہیں ہو سکتا کہ اس نے " اسلام و غیر اسلام " میں فرق نہ کر سکنے والی قوم سے " ۹ نکاتی دستوری مطالبہ " پہ دستخط کرانے کی " کامیاب مہم " جاری کر رکھی ہے۔

لفظی نزاع

امام عصر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمہ مخاطبہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں پس یہ لفظی نزاع ہوئی جس امر کا نام آپ لوگ مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں "

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

ہمارے غیر احمدی بھائیوں کی کس قدر ناانصافی ہے کہ وہ اس لفظی نزاع کو ختم نبوت کا انکار قرار دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے اپنے لٹریچر میں سینکڑوں دفعہ اپنی نبوت کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔

نیز ظلی، امتی اور غیر حقیقی کے الفاظ سے بار بار اعلان فرمایا ہے کہ میری نبوت سے مراد وہ نہیں جسے مخالف علماء میری طرف منسوب کرتے ہیں بلکہ وہ ہے جسے میں اپنی اصطلاح کے مطابق حضرت خاتم النبیین صلعم کے غلام کی حیثیت سے پیش کرتا ہوں اور ایسی نبوت آنحضرتؐ کی نبوت سے الگ نہیں اور نہ ختم نبوت کے منافی ہے۔

احرار " ختم نبوت " کے مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہو گئے؟

" آزاد " (۱۷ دسمبر ۱۹۵۱ء) رقمطراز ہے :-

" جس طرح کائنات کی ارتقائی ترتیب میں انسانیت رتبہ کمال اور شرف عالم ایجاد کا آخری درجہ ہے اسی طرح نبوت انسانیت اس کی شرافتوں اور فضیلتوں کا درجہ کمال ہے جب یہ واضح ہوا کہ نبوت انسانیت کا کمال ہے تو یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ انسانیت کا درجہ نبوت پر قدم رکھنے کے بعد قابل مزید ارتقاء رہتی ہے اور فطرت کے اس مقررہ نظام کے مطابق کہ جس چیز کا آغاز ہے اس کا انجام و اختتام بھی ہے آغاز نبوت کے لئے اس کی انتہاء اور آخری حد بھی ہونی چاہیئے اور وہی مرتبہ ختم نبوت ہے۔ درجہ خاتمیت در اصل ارتقائے عالم امکان کا آخری مرتبہ ہے جس کی سرحد تصور کی معنوی دنیا میں عالم ربوبیت و وجوب سے قریب تر ہے "

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ ساٹھ سالہ تحریر ملاحظہ ہو :-

" (ختم نبوت) وہ اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اس کی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ اور کسی کو حاصل ہو سکے "

(توضیح مرام صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

الحمد للہ کہ " ختم نبوت " کی وہ تفسیر جسے ساٹھ سال سے جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے اسے احراری زعماء نے بھی آخر مان لیا ہے۔

حکومت کیلئے لمحہ فکریہ

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے خان لیاقت علی مرحوم کی المناک وفات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا :-

" مولویوں نے افراد کی ذہنیت خراب کر دی ہے جب تک یہ ہوتا رہیگا اور قانون ہاتھ میں لینے کا خیال بڑھتا رہے گا نہ پولیس کام دے سکے گی نہ فوج۔ کیونکہ جب افراد کے ذہنوں کو گندہ کر دیا جائے اور قانون کے رعب کو ختم کر دیا جائے اور اختلاف کی صورت میں قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی تعلیم دی جائے تو پھر کس کس پر شبہ کیا جائے گا یا کس کس کو شبہ سے بالا سمجھا جائے گا "

" پس میں حکومت کو توجہ دلاتا ہوں کہ افراد کی ذہنیت کو بدلے ورنہ امن قائم کرنا مشکل ہو جائے گا۔ لیڈر مرتے جائیں گے اور نئے لوگوں کو آگے آنے کا موقع ملے گا۔ پھر مولویوں اور دوسرے لوگوں کی جانیں بھی محفوظ نہیں ہوں گی "

" پس اصل چیز یہ ہے کہ اسلام کی صحیح تعلیم کو قائم کرو۔ یہ ملاّ جو ہلاکو کی تعلیم کو پھیلا رہے ہیں خان لیاقت علی خان کے قتل کے اصل ذمہ دار ہیں جب تک حکومت ان کے منہ بند نہیں کریگی ملک میں امن قائم نہیں ہو سکتا "

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء)

چند دن پیشتر تحقیقاتی کمیشن نے جو رپورٹ شائع کی ہے اس نے مندرجہ بالا الفاظ کی لفظاً لفظاً تصدیق کر دی ہے۔ کیا گورنمنٹ کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ وہ لیاقت علی خان کی شہادت سے تجربہ حاصل کر کے ایسے مبلغوں کا منہ بند کر دے۔

حضرت مسیح موعود کا پیغام جہاد

کیمبل پورہ کے ایک مودودی دوست نے اعتراض کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے " جہاد " منسوخ کر دیا ہے۔ یہ دوست بخوبی آگاہ ہیں کہ ہمارے مولوی آج تک یہی کہتے چلے جا رہے ہیں کہ آخری زمانہ میں جہاد اسلامی کا اصل فریضہ حضرت مسیحؑ کو الاٹ (Allot) کیا گیا ہے چنانچہ آپ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے جونہی المنارۃ البیضاء پر نازل ہوں گے۔ اکثر لوگ یا تو آپ کو دیکھتے ہی ایمان لے آئیں گے اور یا آپ کے دائیں ہاتھ کے قرآن اور بائیں ہاتھ کی تلوار کی چمک سے اسلام میں آ جائیں گے اور اگر چند لوگ اس معجزہ کے باوجود الگ رہیں گے تو حضرت عیسےٰؑ اپنی پھونکوں سے جو ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ خوفناک ہوں گی۔ تمام دشمنان اسلام کو تاً فاناً تباہ کر دیں گے۔ تب ریڈیو پر اعلان ہو جائیگا کہ امریکہ۔ برطانیہ۔ روس اور دیگر غیر اسلامی ممالک زیر نگیں اسلام ہو گئے ہیں۔ اور اب ان کے ڈالر سٹرلنگ اور روبل کی باہمی تقسیم کا آن پہنچا ہے۔ مولوی لوگ باہر نکل آئیں اور مال غنیمت وصول کریں۔

مگر خدا کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں حضرت مسیح موعودؑ پر کہ آپ نے مسلمانوں کو ان کی غلطی پر آگاہ کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا :-

" اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ فدیہ کیا ہے۔ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے "

(فتح اسلام)

پس مودودی دوست کو حضرت مسیح موعودؑ پر تنسیخ جہاد کا یہ اتہام لگانے کی بجائے یوں اعتراض کرنا چاہیئے تھا کہ جب مسلمان لوگ جہاد بھول چکے تھے تو حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں جہاد کا پیغام کیوں دیا تھا؟

حکومت برطانیہ اور مسلم لیگ

گجرات کے ایک احراری ٹریکٹ میں کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے انگریز کی سیاسی اطاعت اور وفاداری کا اعلان کر کے اسلام کی خلاف ورزی کی ہے۔ ٹریکٹ نویس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ اعلان اس زمانہ میں کیا گیا تھا۔ جبکہ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کی طرف سے یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا تھا۔

" ہماری تعداد بمقابلہ دوسری قوم کے ہندوستان میں ایک خمس ہے اب اگر کسی وقت ہندوستان میں خدانخواستہ انگریزی حکومت نہ رہے تو ہمیں ہندوؤں کا محکوم ہو کر رہنا پڑے گا ہمارے حقوق کی حفاظت تب ہی ہو سکتی ہے جبکہ ہم گورنمنٹ کی حفاظت پر کمربستہ رہیں۔ " مسلمانوں کو اس عمدہ خیال کی تلقین کی جائے کہ وہ اپنے تئیں مثل ایک انگریزی فوج کے تصور کریں اور تاج برطانیہ کی حمایت میں اپنی جان قربان کرنے اور اپنا خون بہانے کے لئے تیار رہیں۔ ہمارا کام ہندوستان کی انگریزی حکومت کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا " (قرارداد مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۷ء)

(از روح روشن مستقبل ص ۵۱)

فرمایئے اس زمانہ میں مسلم لیگ کا یہ اعلان کیا معنے رکھتا ہے کیا یہ لفظ بلفظ بانی سلسلہ احمدیہ کی تائید نہیں۔ پھر اگر بانی سلسلہ کی تعلیم اسلام کے خلاف ہے تو لیگ کس گروہ

[illegible] ڈاکٹر احمد [illegible] پرنٹر [illegible]

قربانیوں کی عید

یہ دن ہمارے دلوں میں عظیم الشان قربانیوں کی یاد تازہ کرتا ہے

از امیر المومنین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(یہ مضمون عرصہ ہوا رسالہ نیرنگ خیال کے ایک سالنامہ میں شائع ہوا تھا)

جسے لوگ عام طور پر عید الضحےٰ کہتے ہیں اس کا اصل نام عید الاضحےٰ یا عید الاضاحی ہے۔ یعنی قربانیوں کی عید۔ جس طرح اس عید کا غلط نام لوگوں میں مشہور ہے۔ اسی طرح اس عید کا مقصد بھی لوگ بالکل غلط سمجھتے ہیں۔

اس عید کے متعلق حکم ہے کہ عید الفطر کی نسبت جلدی پڑھی جائے یعنی ابھی سورج . . نیزہ بھر اونچا ہوا ہو تو اسکی نماز شروع ہو جاتی چاہیئے۔ احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس عید کے دن، نماز اور خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد ناشتہ تناول فرماتے تھے اور امام احمد کی روایت میں یہ امر زائد ہے کہ کھاتے بھی قربانی کے گوشت سے۔

یہ عید حج کے دوسرے دن ہوتی ہے۔ اور بہت سے مسلمان آجکل اس کی حقیقت صرف اس قدر سمجھتے ہیں کہ قربانیاں کیں اور خوب گوشت کھایا۔ حالانکہ یہ عید اپنے اندر ایک بہت بڑا سبق رکھتی ہے۔ اور ایک اہم تاریخی واقعہ کی یادگار ہے۔ جسے میں ذیل میں درج کرتا ہوں

ہزارہا سال گذرے بلکہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ تاریخی زمانہ سے بھی پہلے کسی وقت ایک بے برگ و گیاہ جنگل میں اللہ تعالےٰ کی یاد میں، اسی کے حکم سے ایک معبد بنایا گیا تھا۔ اس کے بنانے والے کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ کون تھا۔ لیکن یہ امر یقینی ہے کہ وہ معبد قومی اور ملی ہونے کے لحاظ سے دنیا میں سب سے پہلا معبد تھا۔ کچھ عرصہ تک لوگ اس معبد میں خدا تعالےٰ کا نام لیتے رہے۔ لیکن نہ معلوم کہ کیا تغیرات ہوئے کہ وہ جگہ ویران ہو گئی اور عبادت کرنے والے لوگ پراگندہ ہو گئے مگر اللہ تعالےٰ کو یہ جگہ پیاری تھی۔ پس اس نے ارادہ کیا کہ اسے پھر سے آباد کرے۔ اور ہمیشہ کے لئے دنیا کی ہدایت کا مرکز بنائے۔

اللہ تعالےٰ کے علم سے کونسی چیز مخفی ہو سکتی ہے۔ اس نے اس جگہ کی آبادی کے لئے ایک ایسا مصطفےٰ انسان چنا۔ جس کی اولاد نے اپنی نورانی شعاعوں سے آج تک دنیا کو روشن کر رکھا ہے۔ یہ شخص ایک بُت پرست بلکہ بت ساز گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ اور عراق کے شہر اور کے قدیم کا رہنے والا تھا۔ اس کے خاندان کے لوگوں کا گذارہ ہی بتوں کے چڑھاوے اور بُت فروشی پر تھا۔ والد بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ اور چچا کی آغوش میں پلا تھا۔ جس نے اس کے ہوش سنبھالتے ہی اپنے بیٹوں کے ساتھ اسے بھی بت فروشی کے کام پر لگا دیا۔ حقیقت سے ناآشنا چچا کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس دل کو خالق کون و مکان چن چکا ہے، اس میں بتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔

پہلے ہی دن ایک امیر گاہک جو اپنی عمر کی انتہائی منزلیں طے کر رہا تھا اور تھا بھی مالدار بُت خریدنے کے لئے آیا۔ بُت فروش چچا کے بیٹے خوش ہوئے کہ آج اچھی قیمت پر سودا ہو گا بوڑھے امیر نے ایک اچھا سا بُت چنا۔ اور قیمت دینے ہی لگا تھا کہ اس بچہ کی توجہ اس گاہک کی طرف ہوئی۔ اور اس سے سوال کیا کہ میاں بوڑھے تم قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو، تم اس چیز کو کیا کرو گے؟

اس نے جواب دیا کہ گھر لے جاؤں گا۔ اور ایک صاف اور مطہر جگہ میں رکھ کر اسکی عبادت کروں گا۔"

یہ سعید بچہ اس خیال پر اپنے جذبات کو نہ روک سکا اور پوچھا۔ تمہاری عمر کیا ہو گی؟ اس نے اپنی عمر بتائی اور اس بچہ نے نہایت حقارت آمیز ہنسی ہنس کر کہا کہ تم اتنے بڑے ہو اور یہ بت تو ابھی چند دن ہوئے۔ میرے چچا نے بنوایا ہے۔ کیا تمہیں اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے شرم نہ آئے گی"؟

نہ معلوم اس بوڑھے کے دل پر توحید کی کوئی چنگاری گری یا نہ گری۔ لیکن اس وقت اس بُت کا خریدنا اس کے لئے مشکل ہو گیا۔ اور وہ بُت وہیں پھینک کر واپس چلا گیا۔

اس طرح ایک اچھے گاہک کو ہاتھ سے جاتا دیکھکر بھائی سخت ناراض ہوئے اور اپنے باپ کو اطلاع دی۔ جس نے اس بچہ کی خوب خبر لی۔ یہ پہلی تکلیف تھی جو اس پاکباز ہستی نے توحید کے لئے اٹھائی۔ مگر باوجود چھوٹی عمر اور کمسنی کے مانہ کے یہ سزا جوش توحید کو سرد کرنے کی بجائے اسے اور بھی بھڑکانے کا موجب ہوئی۔ سزا نے فکر کا دروازہ کھولا اور فکر نے عرفان کی کھڑکیاں کھول دیں۔ یہاں تک کہ بچپن کی طبعی سعادت، جوانی کا پختہ عقیدہ بن گئی۔ اور آخر اللہ تعالےٰ کا نور ذہنی نور پر گر کر الہام کی روشنی پیدا کرنے کا موجب ہو گیا۔ اس نوجوان کا نام ابرام تھا جو بعد میں ابراہام یا ابراہیم بن گیا۔

جب خاندان کے لوگ اس کی توحید کی تعلیمات سے تنگ آ گئے تو انہوں نے اسے مشرک حکومت کے سامنے پیش کیا اور حکومت اور امراء نے طرح طرح کے ظلم اس پر توڑے۔ یہاں تک کہ اسے اللہ تعالےٰ کے حکم سے اپنے پیارے وطن کو خیرباد کہکر کنعان کی سرزمین میں جو اس وقت فلسطین کا حصہ ہے آکر آباد ہونا پڑا۔ یہاں بھی تبلیغ توحید کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن ابھی تک یہ مقصد ظاہر نہ ہوا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے کیوں اور کس غرض سے اس دور دراز ملک میں لایا ہے؟

حضرت ابراہیمؑ اور ان کی بیوی سارہ بھی (جو اس وقت "سری" کہلاتی تھیں جس طرح ان کے خاوند اس وقت تک ابرام کہلاتے تھے) عرصہ تک اس ملک میں رہے، لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی نہ بیٹا نہ بیٹی۔ آخر "سری" نے ابراہیمؑ سے کہا کہ ہمارے ہاں اولاد نہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اس لونڈی کو جو مصر کے بادشاہ نے ہماری خدمت کے لئے دی ہے۔ تو اپنی بیوی بنا۔ شاید اللہ تعالےٰ اس سے ہمیں اولاد عطا کرے۔ یہ نیک اور پاکباز عورت جسے "سری" نے لونڈی کہا، درحقیقت شاہِ مصر کے خاندان کی ایک لڑکی تھی، اور اس نے ابراہیمؑ کی معجزانہ طاقتوں کو دیکھکر ان کی دعاؤں کے حصول کی غرض سے ان کی خدمت کے لئے اسے ساتھ کر دیا تھا۔ اور اس کا نام ہاجرہ رضی تھا۔ ابرام نے اپنی بیوی کی اس بات کو قبول کر کے ہاجرہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ اور خدا تعالےٰ نے بڑھاپے میں ابرام کو ایک لڑکا دیا جس کا نام اس نے اسمٰعیل رکھا۔ یعنی خدا نے ہماری دعا سُن لی۔ اس بیٹے کی پیدائش پر خدا تعالےٰ نے ابرام کا نام ابراہام کر دیا۔ کیونکہ اسے نسل کی فراوانی اور آسمانی برکت کا وعدہ دیا گیا تھا۔ ابراہام کا تلفظ عربی زبان میں ابراہیم ہے۔ اس وجہ سے عبرانی لوگ انہیں ابراہام اور عرب ابراہیمؑ کہتے ہیں۔

"سری" جس نے خوشی سے ابراہیمؑ کو ہاجرہ رضی کے بیوی بنانے کا مشورہ دیا تھا ہاجرہؑ کے بچہ جننے پر کچھ دلگیر ہوئی۔ اور اس نے ہاجرہ اور اسکے بچہ کو تکلیفیں دینی شروع کیں۔ ابراہیمؑ کے دل پر قدرتاً اس کا تکلیف دہ اثر ہوا۔ لیکن بیوی کی سابقہ خدمات اور اخلاص کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ کچھ نہ کہہ سکے بلکہ کہا تو یہی کہ ہاجرہ رضی تمہاری لونڈی ہے تم جس طرح چاہو، اس سے سلوک کرو آہ ابراہیمؑ کو کیا معلوم تھا کہ یہ سب سلسلہ کسی اور ہی غرض کے لئے ہیں۔ اور یہ سب واقعات ابراہیمؑ کے ترکِ وطن کے سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

ان ہی ایام میں جب اسمٰعیل کچھ بڑے ہو گئے تھے اور اپنے والد کے ساتھ دوڑ دوڑ کر چلا کرتے تھے۔ ابراہیم نے ایک خواب دیکھا جو یہ تھا کہ وہ اسمٰعیل کو خدا تعالےٰ کے لئے قربان کر رہے ہیں اس زمانہ میں انسانوں کی قربانی کا عام رواج تھا اور اسے خدا تعالےٰ کے فضل کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ ابراہیم نے بھی خیال کیا کہ اللہ تعالےٰ میرے اخلاص کا امتحان لیتا ہے۔ اور جھٹ اپنے بڑھاپے کی اولاد کو قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ اور بچہ سے محبت کے ساتھ پوچھا۔ کہ تیری مرضی کیا ہے؟

بچہ گو چھوٹا تھا۔ مگر نور نبوت اس کی پیشانی سے چمک رہا تھا۔ نیک باپ کی تربیت کی وجہ سے گو ابھی مذہب کی باریکیاں نہ سمجھ سکتا ہو لیکن اس قدر جانتا تھا کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کو نہیں ٹالنا چاہیئے۔ جھٹ پٹ بولا "جس طرح چاہو۔ اللہ کے حکم کو پورا کرو"

باپ نے آنکھوں پہ پٹی باندھی اور بیٹے کو ذبح کرنے لگا۔ مگر خواب کا مطلب درحقیقت کچھ اور تھا۔ اور اسکی تعبیر کسی اور طرح ظاہر ہونے والی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے پھر الہام کیا کہ بس اب جانے دے ہم تو اس بچہ کی نسل کے ذریعہ سے انسانوں کو زندہ کرنے والے ہیں۔ تو اسے مارتا ہے۔ تیرا اخلاص ثابت ہو گیا۔ اب اس وقت اسکے بدلہ میں صرف ایک بکرا ذبح کر دے۔

کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالےٰ نے "سری" کو بھی ایک بیٹا دیا۔ اس کا نام اسحٰق رکھا گیا جس کے معنی ہیں کہ خدا نے اس کے ذریعہ سے ابراہیمؑ کے خاندان کو ہنسایا۔ اسحٰق کی پیدائش پر "سری" کا نام "سرہ" رکھا گیا۔ جسے عربی تلفظ میں "سارہ" کہتے ہیں اور "ہا" اسلئے بڑھائی گئی کہ عبرانی میں یہ ترقی اور برکت کی علامت ہے

اسحاق کی پیدائش کا یہ اثر ہوا کہ سارہ رضی ہاجرہ رضی اور اسمٰعیلؑ سے اور زیادہ رنجیدہ رہنے لگیں اور آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ خدا تعالےٰ اس غرض کو پورا کرے۔ جس کے لئے ابراہیمؑ کو کسدانی قوم کے اُور سے نکالکر فلسطین میں لایا گیا تھا۔ اور اس قربانی کا مطالبہ کرے۔ جس کی خبر ابراہیمؑ کو پہلے رویا میں دی گئی تھی۔ پس اللہ تعالےٰ نے ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اپنی بیوی ہاجرہ رضی اور اس کے معصوم اور چھوٹے بچے اسمٰعیلؑ کو دور جنگل میں فلاں مقام پر جا کر چھوڑ آ۔ اب ابراہیمؑ کو معلوم ہوا کہ

اس رؤیا کی تعبیر کیا تھی؟ جو انہوں نے اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے متعلق دیکھی تھی۔ سو وہ اپنی بیوی اور بچہ کو ایک بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑ آنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جہاں انہیں چھوڑ کر آنا ظاہری حالات میں قتل کرنے کے مترادف تھا۔

جب اس جگہ پہنچے۔ تو حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی نہ کوئی عمارت تھی۔ نہ کوئی آبادی اور نہ پانی تھا نہ کھانے کا کوئی سامان اور پھر لطف یہ کہ سو سو میل تک بھی آبادی کا نام و نشان نہ تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ پس انہیں یقین تھا۔ کہ اسی میں سب بہتری ہے۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ وہ جو خواب میں دیکھا تھا۔ کہ اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہا ہوں۔ وہ درحقیقت یہی قربانی تھی۔ اس طرح ایسے غیر آباد میدان میں جس میں کھانے کو سبزہ تک اور پینے کو کھاری پانی تک نہ تھا۔ بچہ کو چھوڑ کر جانا اسے اپنے ہاتھوں قتل کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ مگر اس میں حکمت بھی ان پر ظاہر ہو گئی۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا بچہ یہاں چھوڑ کر جانے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ حکمت اس قدیم معبد کی آبادی تھی۔ جسے خدا تعالیٰ اسمٰعیلؑ اور ان کی اولاد کے ذریعہ دنیا کے فائدہ کے لئے دوبارہ آباد کرنا چاہتا تھا۔

آخر جدائی کا وقت آگیا۔ ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلہ کھجوروں کا پاس رکھ کر حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی اور بچہ کو یقینی موت کے سپرد کر کے واپس چلے گئے۔ مگر بشریت کے تقاضے کے ماتحت کچھ ایسے آثار ظاہر ہوئے کہ گو ہاجرہؓ اس تجویز سے بالکل غافل تھیں۔ ان کے دل میں شک پیدا ہو گیا اور اپنے خاوند کے پیچھے روانہ ہوئیں۔ اور پاس پہنچ کر پوچھا۔ ابراہیم! ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر جس میں نہ آدمی ہے نہ کوئی اور چیز۔ کہاں جا رہے ہو؟ جذبات غم کی شدت کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور ہاجرہؓ بار بار اسی فقرہ کو دہراتی رہیں۔ آخر تنگ آ کر ہاجرہ نے کہا۔ کیا آپ کو اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ اس پر ابراہیم نے جواب دیا کہ "ہاں"۔ حضرت ہاجرہؓ آخر ابراہیمؑ کی بیوی اور حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ تھیں اس جواب کے بعد کب شکایت کر سکتی تھیں۔ بڑی جرأت اور دلیری سے جواب دیا تب بے شک آپ چلے جائیں۔ جب خدا نے حکم دیا ہے۔ تو وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر وہ پس لوٹ آئیں۔ اور بچہ کو بہلانے میں مشغول ہوئیں۔

ابراہیمؑ جب نظروں سے اوجھل ہوئے۔ تو بیوی اور بچہ کی محبت اور اس بیابان میں چھوڑ کر جانے کے خیال نے دلی جذبات کو ابھار دیا اور دل بھر آیا۔ بیوی بچے نظر دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اب دلی جذبات کے اظہار میں کچھ ہرج نہیں تھا۔ مقدس معبد کے گرے ہوئے آثار کی طرف منہ کیا۔ اور جذبات سے معمور دل کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:-

"اے ہمارے رب! میں نے تیرے حکم کے ماتحت اپنی اولاد میں سے ایک کو ایسی وادی میں جس میں کھانا ملنا تو الگ رہا۔ سبزہ تک پیدا ہونا ناممکن ہے۔ تیرے مقدس معبد کے پاس چھوڑا ہے۔ اے میرے رب! تا کہ وہ نماز کو قائم کریں۔ پس اے خدا لوگوں کے دلوں میں تحریک کر کہ وہ ان کی طرف مائل ہوں۔ اور تازہ بتازہ پھل ان کے لئے مہیا کر دے۔ تا کہ وہ تیری قدرت کا مشاہدہ کر کے تیرے فضل پر شکر کریں۔

اے میرے رب! تو اسے بھی جانتا ہے۔ جسے ہم چھپاتے ہیں۔ اور اسے بھی جسے ہم ظاہر کرتے ہیں۔ اور خدا سے زمین و آسمان کی کونسی بات پوشیدہ ہو سکتی ہے؟"

یہ دعا کر کے مطمئن دل کے ساتھ ابراہیمؑ تو گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ہاجرہؓ اور اسمٰعیلؑ اس بیابان میں اکیلے رہ گئے۔

مشکیزہ بھر پانی اور ایک تھیلی کھجوروں کی کب تک ساتھ دیتے۔ آخر یہ چیزیں ختم ہو گئیں اور بھوک پیاس نے ان غریب الوطنوں کو ستانا شروع کیا۔ ماں میں قوت برداشت زیادہ تھی۔ مگر بچہ نڈھال ہو گیا۔ اور اس کی تکلیف دیکھنے کی برداشت نہ پا کر ماں ادھر ادھر دوڑنے لگیں۔ کہ شاید کہیں سے غذا ملے یا پانی دستیاب ہو۔ پاس کوئی آبادی تو تھی نہیں۔ ساری امید اسی پر تھی کہ کوئی بھولا بھٹکا قافلہ نظر آ جائے۔ تو اس سے مدد لے۔ پاس ہی دو خشک پہاڑیاں تھیں۔ دوڑ کر پہلے ایک پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھا پھر دوسری پر چڑھ کر دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا پھر پہلی پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ اور اس کے بعد پھر دوسری پر۔ اسی طرح سات بار عمل کیا تھا۔ کہ الہام ہوا۔ اور فرشتے کی آواز نے کہا۔ جا تیری قربانی قبول ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے تیری فریاد سن لی زمزم کا چشمہ جس کا دہانہ بند تھا۔ تیرے لئے اور تیرے بیٹے کے لئے رواں کر دیا۔ واپس آئیں تو دیکھا کہ واقعی چشمہ رواں ہے۔ بچہ کو پانی پلایا اور خود پیا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان اور بھی تازہ ہو گیا۔

پانی کا تو یوں انتظام ہوا۔ کھانے کا خدا تعالیٰ نے یہ انتظام کر دیا۔ کہ قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ راستہ بھول کر وہاں پہنچا۔ چونکہ پانی اُن کے پاس ختم ہو چکا تھا۔ اور ہمیشہ اس رستے پر پانی کی تکلیف ہوتی تھی۔ ان سے اجازت لے کر ایک مستقل پڑاؤ اور ٹھکانا اس جگہ پر انہوں نے بنا لیا۔ اس طرح اس شہر کی بنیاد پڑی۔ جو مکہ کے نام سے مشہور ہے۔ (زادہ اللہ شرفہا)

جب اسمٰعیلؑ جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اب جا اور اس مقصد کو پورا کر جس کے لئے اسمٰعیلؑ کو اس بے آب و گیاہ وادی میں رکھا گیا تھا یعنی ہمارے قدیم معبد کو پھر نئے سرے سے بنا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ پھر اس جگہ آئے اور اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر اس گھر کو پھر سے تعمیر کیا جو بیت اللہ کہلاتا ہے اور اس طرح اسمٰعیلؑ کی قربانی سے دنیا کی زندگی کی بنیاد پڑی۔

عید الاضحیٰ اس موقعہ کی یادگار ہے یعنی اس بکرے کی قربانی کے بدلہ میں نہیں جو اسمٰعیلؑ کے بدلہ میں حضرت ابراہیمؑ نے ذبح کیا بلکہ خود اسمٰعیلؑ کی قربانی کی یاد میں جو بیت اللہ کو آباد رکھنے کے لئے کی گئی اور اس میں کیا شک ہے کہ ابراہیم کا اسمٰعیلؑ کو ایک آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آنا اپنے ہاتھوں قتل کرنے کے مترادف تھا۔ بلکہ حقیقتاً اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ قتل کرنے سے ایک منٹ میں جان نکل جاتی ہے اور اس طرح اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو انہوں نے سسک سسک کر جان دی ہوتی۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسمٰعیلؑ کے قتل کرنے کی رؤیا محض امتحان کے لئے تھی۔ کوئی حقیقت اس کے پیچھے پوشیدہ نہ تھی۔ جب حضرت ابراہیمؑ اس کے لئے تیار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا حالانکہ یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم دے گا جو اپنی ذات میں برا تھا اور جسے یعنی انسانی قربانی کو وہ روکنا چاہتا تھا۔ عقل اور اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس رؤیا کی تعبیر یہی تھی کہ ایک دن ابراہیمؑ۔ اسمٰعیلؑ کو خدا تعالیٰ کے حکم سے ایسی جگہ۔ ایسے حالات میں چھوڑ کر آئیں گے کہ جہاں ظاہری حالات کے مطابق ان کی موت یقینی ہو گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول کر کے ان کیلئے زندگی کے سامان پیدا کر دیگا اور ان کے ذریعے سے اس قدیم معبد کو جسے اللہ تعالیٰ دنیا کا آخری معبد بنانا چاہتا تھا آباد کرائے گا۔

اس رؤیا اور اس کی تعبیر سے اللہ تعالیٰ دنیا کو یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ قربانی وہ نہیں جس میں انسان خود ہلاک ہو جائے۔ جیسا کہ دوسری قوموں میں رواج تھا کہ خود مر جاتے یا اپنے عزیزوں کو ذبح کر دیتے تھے۔ بلکہ قربانی یہ ہے کہ انسان اس غرض سے اور اس طرح تکلیف اٹھائے کہ اس کا فائدہ دنیا کو پہنچے۔ خدا تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ لوگ مریں بلکہ اسے یہ پسند ہے کہ لوگ زندہ ہوں۔ یہی قربانی اس کی نظر میں مقبول ہو سکتی ہے جو بنی نوع انسان کی زندگی کا موجب ہو اسی اصل کو ہم بکرا ذبح کر کے عید الاضحیٰ میں تازہ کرتے ہیں۔ حج ابراہیمؑ کی اس دعا کو پورا کرنے کا نشان ہے کہ:-

"اے ہمارے رب! لوگوں کے دلوں میں تحریک کر کہ وہ ان کی طرف مائل ہوں اور ان کے لئے تازہ بتازہ پھل مہیا کر۔"

حج کے دنوں میں اس وادی بے آب و گیاہ میں دنیا بھر کے لوگ جاتے ہیں اور دنیا بھر کی نعمتیں جمع ہوتی ہیں دوسرے سب دنیا کو اس خوشی میں کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے کامل طور پر قبول کیا کہ آج اس کا بدلہ ان کی اولاد کو مل رہا ہے اور آج تک اس قربانی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا گھر آباد ہے قربانی کرتی ہے اور اس طرح گویا اسمٰعیلؑ کے مقصد کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کرتی اور اس سے اپنے اتفاق کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ سب کچھ ہے لیکن کیا آج کل بھی مسلمان عید الاضحیٰ اسی قسم کے جذبات کے ساتھ مناتے ہیں۔ کیا یہ دن ہمارے دلوں میں عظیم الشان قربانیوں کی یاد تازہ کر کے جاتا ہے یا عیاشی کے سمندر میں ایک اور غوطہ دینے کا موجب ہوتا ہے؟

اشاعت لٹریچر

(از مکرم انچارج صاحب تالیف و تصنیف تحریک جدید ربوہ)

مادیت کی تباہ کاریوں اور کمیونزم کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے دنیا کے مذہبی رجحانات میں بڑی زبردست تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ ہمیں جو خطوط دنیا کے مختلف ملکوں سے موصول ہو رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے متعلق لوگوں کی دلچسپی بڑھ رہی ہے اور احمدیت کی مساعی دلچسپی اور توجہ کا موجب بن رہی ہیں۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ابھی کچھ پیچھے کی بات ہے کہ امریکہ کی ایک یونیورسٹی کے ایک ریسرچ سکالر نے اپنے تحقیقی مقالہ کے لئے "تحریک احمدیت" کا عنوان اختیار کیا تھا۔ ان حالات کے پیش نظر اگر اسلام کے محاسن۔ قرآن مجید کے فضائل اور پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے متعلق ہمارا لٹریچر مختلف کالجوں۔ یونیورسٹیوں اور لائبریریوں میں موجود رہے تو تحقیق کرنے والوں اور سنجیدہ طلبہ کو ہم سے روابط قائم کرنے کی تحریک ہوتی رہے گی۔ اس لئے میں صرف اپنے اڑھائی صد دوستوں کو خطاب کرنا چاہتا ہوں جو دیباچہ قرآن کریم انگریزی و انگریزی تفسیر القرآن کی کاپیاں خرید کر اپنے اپنے طور پر لائبریریوں میں رکھوا دیں جہاں وہ محفوظ بھی رہیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کی نظر بھی ان پر پڑتی رہے۔ یا اس کی رقم ہمیں بھجوا دیں تا ہم ان کی طرف سے دنیا کی مختلف اہم لائبریریوں میں یہ کتب رکھوا دیں۔ قیمتیں درج ذیل ہیں۔

تفسیر القرآن انگریزی جلد اول	۲۵/-/-
تفسیر القرآن انگریزی جلد دوم	۱۲/-/-
دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی	۶/-/-

پاکستان کی مخالفت کون کر رہا ہے؟

خالد اختر افغانی اپنی کتاب "حالات قائد اعظم" کے صفحہ ۳۱۴ پر لکھتے ہیں:۔

تصویر کا ایک رُخ —!

قادیانی اور پاکستان ۹ اکتوبر کو مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے بیان دیتے ہوئے کہا "آئندہ انتخابات میں تمام احمدی مسلم لیگ کو ووٹ دیں۔ کیونکہ اگر مسلم لیگ کو شکست ہوگئی۔ تو غیر معین عرصہ کے لئے مسلمانوں کا مستقبل تاریک ہو جائے گا"

مرزا بشیر الدین ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت قادیان نے بیان دیتے ہوئے کہا۔

"کانگرس کے اس اعلان سے میرے خیالات بدل گئے ہیں۔ کہ میں اب مسلم لیگ سے نہیں۔ بلکہ مسلمانوں سے بات کروں گی" اس کا مطلب تو دروازے کی بجائے سرنگ سے داخل ہوتا ہے۔ اس کے معنی مسلم لیگ کی بربادی کے نہیں۔ بلکہ مسلم لیگ کے کیریکٹر اور مسلم قوم کی تباہی کے ہیں میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک حالات نہ بدلیں۔ ہمیں مسلم لیگ کی حمایت کرنا چاہیئے۔"

آگے چل کر کہا۔ "ہر احمدی مسلم لیگ کو ووٹ دے۔ تاکہ انتخابات کے بعد مسلم لیگ کانگرس سے بلا خوف تردید کہہ سکے۔ کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ اگر ہم اور دوسری جماعتیں ایسا نہ کریں۔ تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی۔ اور چالیس پچاس سال تک اس کا سنبھلنا مشکل ہو جائیگا۔"

تصویر کا دوسرا رُخ —!

صفحہ ۳۰۴ پر آپ لکھتے ہیں:۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۴۵ء کو مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے بمبئی میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"پاکستان کے دو حصے ایک دوسرے سے الگ ہوں گے۔ ان کے درمیان ایک ۲۶ کروڑ کی آبادی ہو گی۔ جس کے پاس طاقت۔ سرمایہ۔ اور دماغ ہوں گے۔ جواہر لال ہوگا۔ مسٹر گاندھی ہوں گے۔ راج گوپال اچاریہ ہوں گے۔ مسٹر مالوی ہوں گے۔ اس کے برخلاف پاکستان میں زیادہ تر کمین لوگ۔ لوہار موچی۔ بڑھئی۔ کسان اور مزدوروں کے علاوہ بھنگی ہوں گے"

پہلا شہید پاکستان ۹ جنوری ۱۹۴۶ء کو لدھیانہ میں احراریوں نے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ مسلم لیگ کو گالیاں دیں۔ مسٹر محمد صادق نے منع کیا۔ احراریوں نے قاتلانہ حملہ کیا۔ اور محمد صادق شہید ہو گئے۔ یہ تار جو اخباروں میں شائع ہوا۔ ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کا ہے۔

پنجاب مسلم لیگ نے ۱۸ جنوری کو "یوم شہید" مناکر شہید پاکستان محمد صادق کو خراج تحسین ادا کیا۔ (حالات قائد اعظم مصنفہ خالد اختر افغانی) (مرسلہ ایوب خان فنوں لاہور)

عبدالرشید صاحب کا پتہ درکار ہے

ایک دوست عبدالرشید صاحب نے مجھے خط لکھا ہے۔ جس میں امریکہ کے متعلق بعض معلومات دریافت فرمائی ہیں۔ مگر اپنا پتہ درج نہیں فرمایا ہے۔ صاحب موصوف سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پتہ سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ خط کا جواب دیا جا سکے۔ (خاکسار خلیل احمد ناصر مبلغ امریکہ مشن)

"تجارتی کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اور حصص کی اصل قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ نہ کہ مارکیٹ قیمت پر" (نظارت بیت المال ربوہ)

ہمارے مشتہرین سے استفسار کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں!

شکریہ

اس عنوان کے تحت الفضل مورخہ ۲۰ ش ۵۲ میں مکرم بابو فضل دین صاحب کی طرف سے تھالیاں اور گلاس بطور عطیہ ملنے کا جو اعلان ہماری طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس میں ایک غلطی ہوگئی ہے۔ ۱۰۲ روپے کے گلاس اور ۹۹ روپے کی تھالیاں نہیں۔ بلکہ ۱۰۲ عدد گلاس اور ۹۹ عدد تھالیاں ہیں۔

(افسر لنگر خانہ۔ ربوہ)

پتہ مطلوب ہے

میاں عبدالرحیم صاحب بی۔ ایس۔ سی ولد میاں عبدالغنی صاحب سکنہ ادھلیہ کے متعلق معلوم ہوا تھا۔ کہ وہ تھل پروجیکٹ میں خادم کے مینیجر ہیں ان کو خط لکھا گیا۔ مگر وہاں سے خط واپس آیا کہ اس نام کا کوئی آدمی یہاں نہیں۔ جو دوست ان کے موجودہ ایڈریس سے آگاہ ہوں۔ وہ نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔ یا اگر خود یہ اعلان پڑھیں۔ تو اپنے پتہ سے اطلاع دیں

(ناظر بیت المال ربوہ)

سیکرٹریان تعلیم و تربیت رپورٹ بھجوائیں

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کے لئے ہدایت ہے۔ کہ وہ اپنی ماہوار کارگذاری کی رپورٹ ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک بھجوا دیا کریں۔ اس ہدایت کی پابندی بہت کم ہو رہی ہے۔ لہذا سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ باقاعدگی سے رپورٹ ارسال فرماتے رہیں:۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

الفضل میں اشتہار دینا کامیابی کی کلید ہے

وصولی بقایاجات از ممبران دارالشکر کمیٹی (قادیان)

ممبران دارالشکر کمیٹی کے مندرجہ ذیل ممبران کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ صاحبان کے نام کے آگے جو رقم درج ہے۔ یہ رقم آپ کے ذمہ دارالشکر کمیٹی کا بقایا ہے۔ براہ مہربانی اولین فرصت میں یہ رقم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ کے پتہ پر دارالشکر کمیٹی کی امانت میں جمع کرانے کے لئے بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ نیز اگر کوئی امر قابل دریافت ہو۔ تو خاکسار کے نام پتہ ذیل پر اطلاع کیجئے اور اپنا پتہ خوشخط لکھ دیجئے۔ تاکہ جواب دینے میں آسانی ہو۔

نام	رقم
(۱) اہلیہ میاں محمد یوسف صاحب (سابق سپرنٹنڈنٹ پنجاب گورنمنٹ لاہور)	۷۵ — ۰ — ۰
(۲) ڈاکٹر محمد شفیع صاحب (وٹرنری) اسسٹنٹ سرجن	۳۴ — ۰ — ۰
(۳) بابو سرداد احمد خان صاحب	۶۵ — ۱۴ — ۰
(۴) بابو محمد شفیع صاحب ننکانہ	۲۰۱ — ۸ — ۰
(۵) اہلیہ سید محمد ہاشم صاحب بخاری مولوی فاضل	۳۴۰ — ۸ — ۰
(۶) شیخ رفیع الدین احمد صاحب سندھ	۱۶۰ — ۰ — ۰
(۷) چوہدری عنایت الٰہی صاحب (سابق ملازم پوسٹ آفس گورداسپور)	۵ — ۸ — ۰
(۸) قاری محمد امین صاحب ربوہ	۴۸ — ۸ — ۰
(۹) ماسٹر محمد بخش صاحب سابقہ سکونت کھارہ ضلع گورداسپور	۳۰ — ۰ — ۰
(۱۰) بابو غلام رسول صاحب گڈس کلرک محکمہ ریلوے شیخوپورہ (بقایا قیمت زمین) — ڈپٹی محمد حسین صاحب الہ آباد ۱۰۰۰ — ۰ — ۰	۴۲ — ۰ — ۰
میزان کل رقم	۹۹۲ — ۱۴ — ۰

خاکسار شیخ محمد الدین سیکرٹری دارالشکر کمیٹی قادیان حال وارد کراچی ۴/۱ ایشوا ازلفن کمپنی پوسٹ بکس ۱۵۸

خط و کتابت کرتے وقت اور منی آرڈر کے کوپن پر خریداری نمبر (یہ نمبر چٹ پر ہوتا ہے) ضرور لکھ دیا کریں۔ بغیر نمبر کے تعمیل مشکل ہے

(مینیجر الفضل)

یہ مصلح موعود کا مبارک زمانہ ہے

ہر احمدی کو چست ہونا چاہیئے۔ وہ جہاں کہیں ہو۔ وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں کے اور لائبریریوں کے پتہ روانہ کرے ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے۔

عبداللہ الہ دین سکندرآباد۔ دکن

خطرناک رجحانات ملاّ کی واحد پونجی ہے

ملک کو ابتری اور پراگندگی سے بچانے کیلئے ان کو جڑ سے اکھاڑنا ضروری ہے

"خطرناک رجحانات" کے عنوان کے تحت روزنامہ ڈان کراچی میں جو خطوط چھپے ہیں۔ ان میں سے چند کا ترجمہ پہلے ان کالموں میں دیا جا چکا ہے۔ انہی میں سے دو خطوط کا ترجمہ آج دیا جاتا ہے

(شیخ محمد احمد پانی پتی)

"میں آپ کو آپ کے سلسلہ مضامین پر جو "خطرناک رجحانات" کے عنوان سے شائع ہوئے تھے دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ مضامین ہم جیسے لوگوں کے لئے ایک بلند ضابطہ اخلاق کے مرتب کرنے میں بڑی مدد دے سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی طرف سے بھی اس قسم کے مضامین کا سلسلہ بند نہ ہوگا۔ اور آپ کے خطوط کے کالم میں ان امور کے بارے میں جو بحث چلی ہوئی ہے۔ وہ بھی جاری رہے گی۔ ہمیں اپنی نوزائیدہ سلطنت کو ابتری اور پراگندگی سے بچانے کے لئے خطرناک رجحانات — ملاّ کی واحد پونجی — کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہیئے۔ آخر کس برتے پر کوئی قوم اپنے درمیان عدم تحمل تعصب اور افتراق و انشقاق کو گوارا کر سکتی ہے؟

خوش قسمتی سے ہمارے عوام کو ان نام نہاد "محافظین اسلام" کا رتی رتی حال معلوم ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہوگا۔ جو ان بدنام ملاؤں کی اختلافات بھڑکانے اور ہٹ دھرمی پر قائم رہنے کی وجہ سے مذمت نہ کرتا ہو۔ تاہم کبھی کبھی یہ لوگ عوام کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر ان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور ان کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ عوام کی یادداشت بہت کمزور ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے اعتقادات کو بھلا کر ملا کی اندھا دھند تقلید کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہم ابھی چیزوں کو ان کے اصلی زاویہ نگاہ سے دیکھنے کے ناقابل ہیں۔

میری ادنےٰ رائے میں سب سے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے حقیقی مرتبہ سے آگاہ ہو۔ اسکو اس بات کا یقین ہونا چاہیئے کہ قوم کو صرف اسی کی صائب رائے کی ضرورت ہے اور کسی کی نہیں۔ وہ کبھی کسی کو ایسا موقعہ نہ دے۔ کہ وہ اسکو بھیڑ بکری کی طرح ہانکنا شروع کر دے۔ مختصر یہ کہ ان کو اپنے اندر غور و فکر کا مادہ پیدا کرنا چاہیئے۔ قرآن کریم بار بار ہمیں اسی اصل کی طرف یہ کہہ کر توجہ دلاتا ہے (افلا تتفکرون تم خود کیوں نہیں سوچتے لیکن سوچنے کے ساتھ ہمیں اپنی عقل کو بھی کام میں لانا چاہیئے۔ جس کی طرف خدا تعالےٰ نے افلا تعقلون (تم عقل سے کیوں نہیں کام لیتے) کہہ کر اشارہ کیا ہے۔ جب ہم اپنی عقل کو بھی کام میں لائیں گے۔ تب ہم کسی قومی مسئلہ، بحران یا مباحثہ کے وقت دوسروں کے اعتقادات آراء اور نظریات پر بڑی اچھی طرح غور و فکر اور بحث کر سکیں گے۔ ہر قسم کے نقطہ ہائے نظر کے مالہ و ماعلیہ کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی ہم ایمانداری سے یہ دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ کہ اسکے متعلق ہم نے کوئی صائب رائے قائم کر لی ہے۔ محض کوئی رائے قائم کر لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ اصل کام یہ ہے کہ ہم اپنے دماغ کو پوری طرح کام میں لائیں اور اس طرح صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ ہم میں منطقی انداز سے غور و فکر اور تدبر کرنے کا مادہ بہت ہی کم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم میں اتنا تعصب پیدا ہو چکا ہے کہ ہم دوسرے آدمی کے نقطہ نظر کو سننے کیلئے بھی تیار نہیں ہوتے۔

لیکن اگر ہم اپنے اندر صحیح انداز فکر پیدا کر لیں تو ہم میں تعمیری صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ اور جب کسی قوم میں تعمیری صلاحیت پیدا ہو جائے۔ تو کوئی شخص حتیٰ کہ ملاّ بھی اسکو عزت و منزلت شان و شوکت اور رفعت و سربلندی کے راستہ پر آگے بڑھنے سے باز نہیں رکھ سکتا!!

ایم اقبال کراچی

(۲)

"خطرناک رجحانات" کے عنوان سے جو خطوط آپ کے اخبار میں شائع ہوئے ہیں۔ میں انہیں بڑی دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ میں نے آپ کے مؤقر جریدہ میں اسی عنوان کے تحت آپ کے اداریئے بھی پڑھے ہیں۔ اور میں محسوس کرتا ہوں کہ ہر صحیح الفکر شخص کو آپ کے خیالات کی تائید کرنی چاہیئے۔

نیم حکیم قوم کی صحت کے لئے زبردست خطرہ ہیں۔ لیکن ملت کے لئے سب سے زیادہ خطرناک وہ نیم ملا قسم کے لوگ ہیں۔ جو قوم کی روحانی حالت کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے اکثر ملاّ مولانا۔ علماء وغیرہ خطابات سے نوازے جاتے ہیں۔ اگرچہ ایک محدود تعداد ان میں ایسے لوگوں کی بھی ہے۔ جو حقیقی طور پر روشن خیال اور وسیع النظر ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ دس لاکھ میں سے شاید کوئی ایک ایسا نکل آئے تو نکل آئے۔

ہر کس و ناکس کو ڈاکٹری کی ڈگری اپنے نام سے پہلے لکھنے کی ممانعت کر کے حکومت نے جعلی ڈاکٹروں کی روک تھام کی ہے۔ یہی حکم مذہبی امور کے بارے میں کیوں نہیں دیا جاتا۔ اور مولوی۔ مولانا وغیرہ خطابات کو حکماً بند کیوں نہیں کر دیا جاتا۔ اس سے یہ مطلب نہ سمجھا جائے۔ کہ میں ایسی درسگاہ کے قیام کی مخالفت کر رہا ہوں۔ جہاں کا نصاب پاس کرنے پر طالب علم کو ان ڈگریوں کا مستحق سمجھا جائے۔ میرا نظریہ یہ ہے۔ کہ اسلام پاپائیت کی سخت مخالفت کرتا ہے۔

اور اگر محض اپنے فائدہ کی خاطر اسلام کے اس فرمان کی عدم تعمیل کی جائے۔ تو یہ امر شدید گناہ کا موجب ہے۔

عام طور پر میں نے یہ دیکھا ہے۔ اور کئی لوگ میرے ساتھ اس امر میں متفق بھی ہوں گے کہ ہر وہ شخص جس کے چہرہ پر داڑھی نظر آتی ہے۔ لوگ اس کو ملاّ یا مولانا کے نام سے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب اس طرح ایک لمبا عرصہ گزر جاتا ہے۔ تو پھر اس کا شمار علماء کے زمرہ میں ہونے لگتا ہے۔ اس پر اس میں مذہبی تحکم۔ خود پسندی و خودداری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص اس کے خیالات سے سرمو انحراف کرے۔ وہ اسے کافر کا خطاب دے دیتا ہے۔ اس لقب کو یکسر اڑا دینے سے اس بیماری کی نوے فیصدی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ اور اس خود ساختہ پاپائیت سے پیدا شدہ مضر اثرات کی پوری طرح بیخ کنی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ کام پریس کے تعاون اور ایسی تحریک کے چلانے سے ہی ہو سکتا ہے۔ جس میں گورنمنٹ سے ان القابات کے استعمال پر پابندی عاید کرنے کی درخواست کی گئی ہو۔

ایم۔ اے۔ کے کراچی (روزنامہ ڈان ۱۸؍ اگست ۱۹۵۲ء)

شام کی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کی جا رہی ہے

بیروت ۲۹؍ اگست۔ دمشق کی حالیہ بات چیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شام نے اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کی ہے۔ مصر۔ ترکی۔ عراق۔ سعودی عرب برازیل اور امریکہ سے تمام شامی سفیر فرداً فرداً دمشق واپس بلائے جا چکے ہیں۔ اور انہوں نے وزیر خارجہ اور دیگر حکام کے ساتھ طویل گفت و شنید کی ہے۔ ان اعلیٰ شامی سفارتی نمائندوں میں سب سے بعد فارس الخوری آئے ہیں۔ جنہوں نے گذشتہ جنرل اسمبلی میں شامی وفد کی قیادت کی تھی۔ (اسٹار)

پاکستان اور شام میں تعلقات مضبوط ہو رہے ہیں

دمشق ۲۹؍ اگست شام کے سربراہ کو پاکستان کی طرف سے درخواست موصول ہوئی ہے کہ پاکستان میں عربی کی تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس لئے پاکستان میں عربی اساتذہ کی تعداد زیادہ ہونی چاہیئے۔ اسی غرض سے شام کی وزارت خارجہ نے وزارت تعلیم کو ہدایت کی ہے۔ کہ ابتدائی تعلیم کی کتابوں کے ۲۰۰ سیٹ پاکستان ارسال کئے جائیں۔ یہ کتابیں پاکستانی طلباء میں مفت تقسیم کی جائیں گی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت پاکستان نے حکومت شام سے پاکستانی نشریات کو دیگر عرب ممالک کے لئے ریلے کرنے کے لئے بھی کہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ شام کا قومی پروگرام بھی کراچی میں ریلے کیا جائے گا۔ (اسٹار)

عرب ممالک میں مہاجرین کی تعداد

لندن ۲۹؍ اگست۔ مشرق قریب کی کرسچین کونسل کے ایک سروے میں بتایا گیا ہے۔ کہ عرب ممالک میں تقریباً ۸۸۰،۰۰۰ مہاجرین ہیں۔ ان کے علاوہ اسرائیل میں بھی ۱۷۰۰۰ عرب مہاجرین موجود ہیں۔ اس کونسل کے شعبۂ مہاجرین نے مدد کے لئے مزید اپیل جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (اسٹار)

ریلوے ملازمین کے لئے راشننگ

کوئٹہ ۲۹؍ اگست۔ کوئٹہ ڈویژن کے ۶۰۰۰ ریلوے ملازمین کی طرف سے ہڑتال کرنے کا نوٹس ملنے پر حکام بڑی تیزی کے ساتھ ڈویژن میں راشن بندی کے انتظامات کر رہے ہیں۔ کوئٹہ کے لوکو سیکشن کے ملازمین نے نوٹس دیا تھا۔ کہ اگر سامان خوراک کی حالت کو سدھارا نہ گیا۔ تو وہ ہڑتال کر دیں گے۔ ریلوے حکام نے مقامی انتظامیہ کے ساتھ تعاون کر کے ڈویژن کے جنوبی حصے میں متعدد راشن ڈپو کھولنے کا منصوبہ مکمل کر لیا ہے۔ (اسٹار)